پندرہ روزہ
الہلال
ٹورانٹو ۔ کنیڈا
قیمت ۵۰ سینٹ
۲۵ جمادی الثانی
۱۰ اپریل ۱۹۸۳
بیرون وطن پاکستانیوں کا ترجمان ۔ شمالی امریکہ میں اردو کا سب سے پہلا اور کثیر الاشاعت اخبار
جلد ۱۲
شمارہ ۴

کراچی میں ہنگاموں کے دوران سات افراد ہلاک

پولیس کی طرف سے اشک آور گیس کا استعمال ، متعدد افراد زخمی

صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے ٹریبونل قائم کر دیا گیا

کراچی میں مکمل امن و امان ہے اور وہاں امن عامہ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے

اس قسم کے واقعات دنیا بھر کے ممالک میں ہوتے رہتے ہیں ۔ صدر جنرل ضیاء الحق

وفاقی وزیروں اور وزرائے مملکت کی تنخواہوں اور الاؤنسوں میں اضافہ

ہر وزیر اور اس کے افراد خاندان کو سرکاری خرچ پر موٹر کار استعمال کرنے کا حق حاصل ہوگا

دعائیں قبول ہوگئیں تو ۱۹۹۲ء تک انتخابات ہونگے ۔ پیر پگارا

موجودہ حکومت انتخابات کا ارادہ نہیں رکھتی ، افغانستان پر حکومت کی پالیسی واضح نہیں

کراچی فسادات کے بارے میں شیعہ لیڈر کا دعویٰ

کراچی ۴ مئی

نیویارک میں پاکستانی وکیل لاکھوں ڈالر کی ہیروئن سمگل کرتے ہوئے گرفتار

لاہور کے چوہدری عالم کے قبضے سے ۵ کلو ہیروئن برآمد

آسام کے مسلمانوں کے قتل عام پر خاموشی اختیار کرنے والے مسلم سربراہوں کا محاسبہ کیا جائے

یوگنڈا اسلامک مشن کے صدر رشید احمد صدیقی کا بیان

یہ عالم شوق کا ـــ

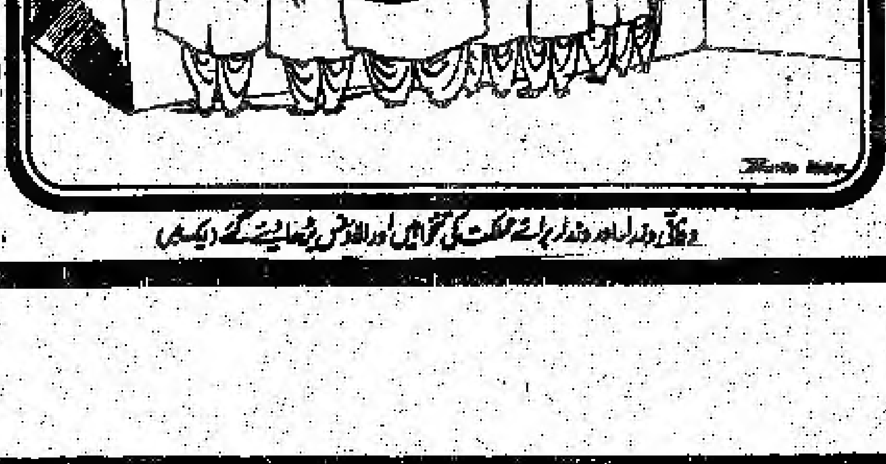

پاکستان نے بھارت کو غیر جانبدار کانفرنس میں صدر ضیاء کی تقریر میں تنازعہ کشمیر کے ذکر کی پیشگی اطلاع دیدی تھی

پاکستانی خاندان ۵۰ فیصد آمدنی خوراک پر خرچ کرتے ہیں

اندرا گاندھی واک آؤٹ سے بچنے کے لیے جان بوجھ کر سٹیج سے اٹھ کر چلی گئیں

بھارتی اخبار "ہند سماچار" میں کلدیپ نیر کا انکشاف

نئی دہلی — (سپیشل رپورٹ) پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے غیر جانبدار سربراہ کانفرنس سے خطاب کے دوران اپنی تقریر میں کشمیر کا جو ذکر کیا تھا اس کے متعلق حکومت پاکستان نے بھارت کو اطلاع دے دی تھی۔ بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی جو اس کانفرنس کی صدارت کر رہی تھیں جنرل محمد ضیاء الحق کا تعارف کرانے کے بعد دانستہ طور پر سٹیج سے اٹھ کر چلی گئی تھیں تاکہ واک آؤٹ کی صورت میں ناخوشگوار صورتحال پیدا نہ ہو۔ یہ انکشاف بھارتی اخبار "ہند سماچار" نے ممتاز صحافی کلدیپ نیر کے حوالے سے کیا ہے۔ کلدیپ نیر کے مطابق ماضی میں جب کبھی پاکستان نے عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر اٹھایا بھارت نے واک آؤٹ کیا۔ مگر ۱۹۸۱ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کے لئے گئے تو

پاکستان نے صدر کی تقریر کا مسودہ بھارتی وزارت خارجہ کو بھجوایا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ پاکستان کی طرف سے مسئلہ کشمیر کا ذکر کس انداز میں کیا جا رہا ہے۔ اخبار کے مطابق گذشتہ برس پاکستانی سفیر آغا ہلالی نے جنیوا کانفرنس میں بھارتی نمائندے بی آر بھگت کو مسئلہ کشمیر کا ذکر نہ کرنے کی یقین دہانی کے باوجود ذکر کرنے کی کوشش کی جس پر بھارت نے احتجاج کیا اور دونوں ممالک کے خارجہ سیکرٹریوں کی مجوزہ کانفرنس منسوخ کر دی تھی۔ اخبار نے مبصرین کے حوالے سے لکھا ہے کہ مسئلہ کشمیر کے ضمن میں پاکستانی موقف میں کچھ لچک آئی ہے کیونکہ اپنے خطاب کے دوران صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کشمیر کا ذکر کرتے وقت تنازعہ کی بجائے مسئلے کا لفظ استعمال کیا تھا۔

جماعت اسلامی بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیگی

انتخابات میں تاخیر کی کوئی وجہ نہیں، جان محمد عباسی

کشمیر کے بارے میں پاکستان کے ساتھ اختلافات طے کرنے کے لئے وقت کا تعین مشکل ہے

صدر ضیاء الحق کی تقریر میں کشمیر کے ذکر پر بھارت نے باقاعدہ احتجاج نہیں کیا، نرسمہا راؤ

پاکستان سے بھارت کے تعلقات بہتر ہو گئے ہیں اور امید ہے کہ یہ مزید بہتر ہوں گے

لیاقت آباد کے علاقے سے کرفیو اٹھا لیا گیا

انگریزی تو فر فر بولتی ہیں

قرآن کی بات آئے تو مولوی صاحب کا حوالہ

قرآنی احکامات سے فرار ممکن نہیں

قدسیہ قدوسی کو صدر کی فہمائش

نئے سیاسی ڈھانچے کا مسودہ ۳۰ جون کو صدر جنرل ضیاء کو مل جائے گا

سیاسی ڈھانچے کی تیاری کے لئے مجلس شوریٰ کے تیس ارکان کی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے

کمیٹی کے سربراہ فدا محمد خان ہوں گے، خواجہ صفدر کا انکشاف

میگ ملہار کے سر آسمان تک نہ پہنچ سکے!

بھارت کو پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر زیادہ تشویش نہیں ⊙ اندرا گاندھی

پاکستان کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کے لیے ہم نے پہل کی ہے

صدر جنرل ضیاء نے سنسر کی پابندیاں نرم کر دیں

"جنگ کے اشتہارات پر پابندی ایک صوبائی مسئلہ ہے" کراچی میں تقریر

We announce the opening of our new store in at

SCARBOROUGH

3258 Lawrance Ave. E.

One block East of McCowan

Tele: (416) 438-5224

"تازہ حلال گوشت" "تازہ حلال مرغیاں"

ہر قسم کی اعلیٰ گروسری۔ تازہ سبزیاں

SPICE TOWN

2210 Dundas Street West

(Near Jami Mosque)

Phone: (416) 532-8267

(Free Delivery)

پندرہ روزہ
الہلال
ٹورانٹو کینیڈا

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

سنو! جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم ہوگا (القرآن)

یہ خلجان کیسا؟

بھارتی جریدے "سنڈے" کے انٹرویو کرنے والے نے جب صدر پاکستان سے سوال کیا کہ پاکستان کی داخلی صورت حال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ سوال صدر صاحب کو بہت کھل گیا۔ حالانکہ اسی قسم کے دوسرے سوالات کے جوابات انہوں نے کینیڈا اور امریکہ کے دورے میں دیئے تھے۔ اس کا جواب صدر صاحب نے یہ دیا کہ قواعد و ضوابط کے پیش نظر اس طرح کی بات کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اگر ایک ملک دوسرے ملک کے معاملے پر اظہار خیال کرنے لگے تو بات کہیں ختم نہیں ہوگی۔ اگر بھارت پاکستان کے معاملے پر بات شروع کرے اور ہم آسام میں مسلمانوں کے قتل عام کا ذکر کریں تو بات کہاں ختم ہوگی؟

ہمارے خیال میں یا تو صدر صاحب نے سوال کرنے والے کی بات کو ٹھیک طرح سمجھا نہیں اور یا پھر ان کے ذہن میں داخلی معاملات کا کوئی بہت ہی غلط اور الجھا ہوا سا تصور ہے۔ دنیا بھر کے ملکوں میں آئے دن بدامنی اور خانہ جنگی کی قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ آج تک صحافتی رپورٹنگ کو کبھی کسی ملک کے خارجی معاملات میں مداخلت نہیں سمجھا گیا۔ مثلاً پچھلے سالوں میں لبنان میں خانہ جنگی تھی۔ اس خانہ جنگی کے بارے میں دنیا بھر کے اخبارات خبریں چھاپ رہے تھے اور بیرونی اخبار نویس موقع ملنے پر خود لبنانی حکام سے اس پیچیدہ صورت حال کے متعلق سوالات بھی کرتے رہتے تھے۔ اخبار نویسوں کے ان سوالات پر کبھی یہ نہیں کہا گیا کہ یہ سوالات دوسرے ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہیں۔ چنانچہ اگر بھارتی اخبار نویس نے پاکستان کی داخلی صورت حال پر سوال کر لیا تھا تو وہ پوچھ تو صدر پاکستان ہی سے رہا تھا خود تو پاکستان کے معاملات پر اظہار خیال نہیں کر رہا تھا۔ اور اس کا یہ سوال معروف صحافتی روایات کے عین مطابق تھا کسی ملک کے داخلی معاملات کے فریقوں میں سے کسی ایک کے موقف کا وکیل اور ترجمان بن جانا البتہ مداخلت ہے۔ اسے معروف صحافتی عمل نہیں سمجھا جاتا۔

بہر حال صدر صاحب نے جو جواب دیا اس سے ضمناً اور اتفاقاً یہ پتہ چل گیا کہ صدر صاحب بھارت میں اور بھارت سے واپسی پر آسام کے مسلمانوں کے قتل عام پر کیوں خاموش رہے؟ ان کا خیال یہ ہے کہ اگر صدر پاکستان نے آسام کے مسلمانوں کے قتل عام پر اظہار خیال کر دیا تو یہ گویا بھارت کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہوگی۔ حالانکہ قتل عام خواہ مسلمانوں کا ہو یا غیر مسلموں کا اور خواہ بھارت میں ہو یا افغانستان میں، امریکہ میں ہو یا روس میں کسی ملک کا داخلی معاملہ نہیں رہتا۔ یہ پورے عالم انسانیت کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اگر جنوبی افریقہ میں کالوں پر مظالم یا ان کے قتل عام کو محض جنوبی افریقہ کا داخلی معاملہ نہیں سمجھا جاتا اور دنیا کے ہر پلیٹ فارم سے اس عمل کی مذمت اور اس پر اظہار خیال کو مہذب دنیا کی ذمہ داری اور فرض سمجھا جاتا ہے تو آسام میں مسلمانوں کے قتل عام پر کیوں آواز نہیں اٹھائی جا سکتی کہ جسے خود بھارتی حکومت کی سرکاری رپورٹ نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ فلپائن میں اگر مارکوس حکومت کی مسلم کشی کی مذمت ہو سکتی ہے تو بھارت میں مسلم کشی پر خاموشی چہ معنی دارد؟ لبنان میں لبنانی عیسائیوں کے ہاتھوں لبنانی مسلمانوں کے قتل عام پر اگر عالم اسلام اظہار خیال کر سکتا ہے اور قبرص میں قبرصی مسلمانوں پر یونانیوں کے مظالم کی مذمت ہو سکتی ہے تو بھارتی مسلمانوں کا معاملہ ان معاملات سے مختلف کیسے ہوا؟

یہ تو ایک عمومی اور عالمگیر سطح کی اصولی بات ہوئی۔ مگر بھارت اور پاکستان کے درمیان اقلیتوں کے تحفظ کا معاملہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس مسئلہ پر دونوں ملکوں کے درمیان ایک سمجھوتہ موجود ہے جسے لیاقت نہرو معاہدے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دونوں ملکوں نے اپنی اپنی اقلیتوں کے معاملے میں یہ دو طرفہ معاہدہ کر کے گویا اصولی طور پر یہ بات طے کر دی کہ دونوں ملکوں کے درمیان ایک دوسرے ملک کی اقلیتوں کے معاملات اور حقوق پر بات ایک ایسا معاملہ ہوگی جسے دونوں ملکوں کے درمیان ایک دوسرے کے داخلی معاملات میں مداخلت والا معاملہ نہیں سمجھا جائے گا۔

اگر ہماری یہ بات غلط ہے تو حکومت پاکستان اور حکومت بھارت دونوں بتائیں کہ ایک دوسرے کی اقلیتوں کے تحفظ کے معاملے میں دونوں ملکوں نے ایک بین الاقوامی معاہدے پر دستخط کیوں کئے تھے۔ یہ معاہدہ اس بات کی دلیل اور ثبوت ہے کہ بھارت کی مسلم اقلیت یا پاکستان میں ہندو اقلیت کے مفادات کے تحفظ کا معاملہ دونوں ملکوں کے درمیان بین الاقوامی سطح کا معاملہ سمجھا جائے گا۔ اور دونوں ملک سفارتی سطح پر اس قسم کے مسائل پر بات کی ابتدا کر سکتے ہیں۔

یہ عجیب طرفہ ہے کہ پاکستان میں کچھ غیر ذمہ دار لوگ جب بھی اٹھاتے ہیں تو صدر انڈیا گاندھی کو ان کی سلامتی کی فکر ہو جاتی ہے۔ اور وہ انسانیت کے حوالے سے گزارش اور وعظ کے ذریعے سرحد تک پہنچ جاتی ہیں اور بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام بھی جاری ہو تو پاکستان کے صدر صاحب منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھے جاتے ہیں۔ جناب صدر سچی بات یہ ہے کہ آسام میں مسلمانوں کے قتل عام پر آپ کی اور دوسرے مسلم سربراہوں کی خاموشی نے پاکستان کے مسلمانوں کو بہت مایوس کیا ہے۔ ننھے گرفتہ مسلمانوں کی تباہی کے بعد بھی اگر بھارتی مسلمانوں سے آنکھیں پھیر لینا اور دس ہزار مسلمانوں کے بہیمانہ قتل عام پر اپنے لبوں کو سیئے رکھنا کسی بھی طرح زیب نہیں دیتا اور اس کا کوئی جواز نظر آتا ہے۔

(جسارت، کراچی)

القرآن

مگر جب قطعی حکم دیدیا گیا اس وقت وہ اللہ سے اپنے عہد میں سچے نکلتے تو ان ہی کے لئے اچھا تھا۔ اب کیا تم لوگوں سے اس کے سوا کچھ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے تو زمین میں پھر فساد برپا کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے۔ یہ لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کو اندھا بہرا بنا دیا۔ (محمد ۲۱-۲۳)

ایک اور گمشدہ اطلانتس

تحریر: اعجاز احمد فاروقی

یہ اس معصوم بچے کی سرگزشت ہے جو نے اپنے اجداد کو مارا تو نہیں لیکن وہ بے موش ہو گیا تھا کچھ نہیں۔ لیکن اس کی ہستی ختم ہو گئی۔ آج وہ کوئی نقشہ یہ تو نہیں تاکہ نیکن مسٹر واشنگٹن نے یہی محسوس کیا کہ جس نے اس قدر رنگین بے چھپے کو نسے میں وہ دریا بند کر دیا گیا ہو۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ مسٹر واشنگٹن اپنی جماعت ششم کے بچوں کو جغرافیہ پڑھا رہے تھے اور سبق کی تفہیم کے لئے ایک بہت بڑے دیوار گیر نقشہ عالم سے مدد لے رہے تھے۔ ان کی کلاس میں کوئی گورے، عربی، حبشی ہر طرح کے طالب علم تھے۔ جب وہ کچھ پڑھا چکے تو طلباء سے کہا کہ وہ باری باری آئیں۔ اور نقشے میں اپنے ملک کی نشاندہی کریں۔ یہ سن کر طلباء خوش ہو گئے نقشہ عالم پر مرکوز ہو گئیں۔ سب سے پہلے جس لڑکے نے اٹھ کر دوڑتے ہوئے انگلی رکھی وہ پھر تب لڑکے اور اٹھے اور انہوں نے سعودی عرب، بھارت، سنگاپور، پولینڈ اور کویت کو اپنا وطن بتایا۔ پھر چار لڑکے اور اٹھے اور انہوں نے جرمنی، امریکہ، اسرائیل اور ترکی کو اپنا وطن بتا کر واپس ہوئے۔

کلاس میں کل چالیس لڑکے تھے۔ اور اب چالیسواں لڑکا نقشہ عالم پر نگاہیں گاڑے دیکھ رہا تھا۔ اور اسے اپنا ملک کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کچھ گھبرا رہا تھا کہ گھر میں جو نقشہ اسے اس کے والد دکھاتے ہیں اس پر تو اس کے وطن کا نقشہ اور نام موجود ہوتے ہیں۔ لیکن مسٹر واشنگٹن کے نقشے میں اس کا ملک ہی غائب ہے یا اسے نظر نہیں آ رہا۔

اس لڑکے کو متلاشی اور بکھرا ہوا دیکھ کر مسٹر واشنگٹن کو محسوس ہوا کہ کلاس کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے قدرے جھک کر پوچھا۔

"تمہارا ملک کہاں ہے؟"
"نقشے پر نہیں ہے۔"
"تو پھر کہاں گم ہو گیا ہے؟"
"جی آپ!"

اس پر پوری کلاس کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ لڑکوں کو ہنستا دیکھ کر متلاشی لڑکا پھر نقشہ دیکھنے لگا لیکن پھر سے مایوسی ہوئی ایک مرتبہ اس کا رنگ بھی اڑ گیا۔ تمام وقت وہ نقشے کو دیکھتا رہا۔

"کیا تم اطلانتس کے رہنے والے ہو؟"
"نہیں میرے ملک کا نام اطلانتس نہیں ہے۔"

"اطلانتس کیا ہے؟"
"ایک دور اب نے بتایا تھا کہ اطلانتس ایک غرق شدہ براعظم ہے۔"
"تمہارا حافظہ بہت عمدہ ہے۔ اچھا تو کچھ تمہارا ملک کیا ہے؟"
لڑکا پھر دیکھنے لگا۔ اور لڑکے زور زور سے ہنس کر بیان ہونے لگے۔
ایک بھاری لڑکے نے کہا "میرے حیرت تو راز و کار رہنے والا ہے۔"
لیکن اس لڑکے نے یہ کچھ کر چپ کرا دیا۔ حالانکہ جو کہ وہ پاکستان میں ہے اور یہ ایک شہر خانہ کہ ملک۔
ایک جرمن لڑکے نے طنزیہ کہا۔ یہ خلا سے آیا ہے۔
اسی پر اس نے کہا "خلا میں رہنے والے کے آباد نہیں ہیں۔"
"مسٹر واشنگٹن آپ کی کلاس میں اتنا وقت کیوں ضائع ہو رہا ہے؟"
"اوہ! ایک لڑکے کا ملک گم ہو چکا ہے یہ کیسے ممکن ہے۔" رفیق صوفی نے کہا۔
"امکان کی بات تو ختم ہو چکی، یہاں تو عملاً ایسا ہو چکا ہے۔"
چاہے وصف اسی طرح وہ بیدار لڑکے کو دیکھا جو ابھی تک نقشے کو دیکھ رہا تھا۔ مسٹر واشنگٹن نے اپنی استفہامیہ پر اپنا سبب جاننے کے لئے لڑکے سے کہا
"کیا تم یورپ کے کسی ملک کے رہنے والے ہو؟"
"جی نہیں۔"
"کیا امریکہ کے رہنے والے ہو؟"
"جی نہیں۔"
"کیا لاطینی امریکہ کے رہنے والے ہو؟"
"جی نہیں۔"
"کیا افریقہ کے رہنے والے ہو؟"
"جی نہیں۔"
"کیا ایشیا کے رہنے والے ہو؟"
"جی نہیں۔"
"اچھا ایشیا کے نقشے کی حدود دیکھ لو"۔ مسٹر واشنگٹن نے پوچھا۔
"ایشیا میں کتنی زبانیں بولی جاتی ہیں؟"
چینی، جاپانی، عربی، فارسی، ترکی، اردو، روسی، بنگالی، پشتو، انڈونیشین۔

"کہنے لگے" "تم بہت ذہین ہو لیکن تم اپنا ملک کیوں نہیں تلاش کر پاتے۔"
"اس نقشے میں کوئی غلطی ہے ورنہ یہ جو نقشہ میرے والد کے پاس ہے اس میں تو میرا ملک موجود ہے۔"
"تمہارا نام کیا ہے؟"
"عبداللہ انبا"
"تم کہاں پیدا ہوئے تھے؟"
"میں بیروت میں پیدا ہوا تھا۔"
"تمہارے والد کہاں پیدا ہوئے؟"
"یروشلم میں۔"
اس پر سب نے چونک کر کہا۔
"کیا تم فلسطینی ہو؟"
"ہاں اب مجھے یاد آیا کہ جو نقشہ امریکہ و روس یا وہ یورپ کے ماہرین نے تیار کیا ہے اس میں فلسطین کہاں ہے؟"
واشنگٹن بغلیں جھانکنے لگے اور اپنی بے بسی پر کلاس سے باہر چلے گئے۔ اطلانتس کھانے لگا، جیک لندن جیب ہو گیا۔ کلاس کی کا مریڈ نے محبت بھری نظروں سے عبداللہ کو دیکھا تو اس نے اپنے غصہ و غضب کے ساتھ دیکھا تو کامریڈ کا رنگ اڑ گیا۔
"فلسطین کہاں ہے؟ بتاؤ! کیا ہے کہ اب کوئی بھی نہیں ہے ...؟"

زندہ تحریریں

تعمیرِ سیرت

دنیا میں ہر جگہ آپ دیکھتے ہیں کہ جیسا کام کسی جماعت کو کرنا ہوتا ہے جیسے مقاصد اس کے پیش نظر ہوتے ہیں ان ہی کے لحاظ سے سیرت بنانے کے لیے ایک نظام تربیت وضع کیا جاتا ہے۔ اسلام ایک ایسی جماعت تیار کرنا چاہتا ہے جس کا مقصد اصلی نیکی کو قائم کرنا اور بدی کو مٹانا ہے جس کو سیاست، عدالت، تجارت، صنعت، صلح و جنگ، بین الاقوامی تعلقات غرض تمدن کے ہر شعبے میں خدا کے مستقل اصولوں کی پابندی کرنا ہے جسے زمین پر خدا کے قانون کو نافذ کرنا ہے۔ اس سیرت کی بنیاد اسلام کی ایمانیات ہیں۔ خدا کا خوف، اس کی محبت اس کا عشق اس کی خوشنودی کو مقصد زندگی قرار دینا۔ اس کو حاکم اعلیٰ سمجھنا اس کے سامنے اپنے آپ کو جواب دہ خیال کرنا اور یہ جاننا کہ ایک روز وہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے یہی وہ اساسی تصورات ہیں۔ جن پر اسلامی سیرت کی بنا قائم ہوتی ہے مسلمان اسلام کے طریقے پر ایک قدم نہیں چل سکتا جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ خدا ہر وقت ہر جگہ ہر حال میں اسے دیکھ رہا ہے۔ اس کی ہر ہر حرکت سے باخبر ہے۔ اندھیرے میں بھی اسے دیکھتا ہے۔ تنہائی میں بھی، اس کے دل میں جو نیت چھپی ہوئی ہے۔ اس کو بھی وہ جانتا ہے اس کے دماغ میں جو خیالات اور ارادے پیدا ہوتے ہیں ان سے بھی وہ ناواقف نہیں۔ تمام دنیا کی سزاؤں سے آدمی بچ سکتا ہے مگر خدا کی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ دنیا میں نیکی ضائع ہو سکتی ہے بلکہ نیکی کا بدلہ بدی کی صورت میں مل سکتا ہے مگر خدا کے ہاں یہ ممکن نہیں۔ دنیا کی نعمتیں محدود ہیں مگر خدا کی نعمتیں بے حد و حساب ہیں۔ یہی یقین آدمی کو خدا کے احکام کی اطاعت اور اس کے قانون کی پیروی کے لیے تیار کرتا ہے۔ اسی اعتقاد کے زور سے وہ حلال و حرام کا ان حدود کا لحاظ رکھنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ جو خدا نے زندگی کے معاملات میں قائم کی ہیں۔ اسی عقیدے میں یہ طاقت ہے کہ آدمی کو فرض شناسی و حق پرستی اور مکارم اخلاق کی صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر صفحہ ۱۳۷)

جیتی جاگتی زندگی

شمس فرخ، آپ کے نفسیاتی مسائل کا حل پیش کرتی ہیں

جھوٹے وعدے کی آڑ میں

سب سے پہلے اس سے میری بات چیت فون پر ہوئی تھی، اس نے بتایا کہ وہ آٹھ برس تک امریکہ میں رہا پھر اس نے وہیں شادی کر لی، ایک بچی ہے جو طلاق ہو جانے کے بعد اپنی ماں کے ساتھ امریکہ میں رہتی ہے۔ اس نے فون پر مجھ سے ملاقات کی۔ پہلے میں نے انکار کر دیا، پھر اس نے مجھے وعدے سے دیکھا بعد میں ہم چند بار ملے۔

ہم دونوں کا تعلق مختلف فرقوں سے ہے۔ وہ عمر میں آٹھ نو سال مجھ سے بڑا ہے اس نے مجھ سے شادی کی خواہش کی، کہنے لگا مجھے تمہاری سادگی اور ذہانت نے متاثر کیا ہے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں عنقریب اپنی امی کو رشتے کے لئے تمہارے ہاں بھیج رہا ہوں۔

اس کے بعد میں نے کئی بار اسے فون کیا لیکن وہ کسی نہ کسی بہانے سے کترا جاتا، ایک بار اس کی امی نے مجھے فون پر بتایا کہ اس نے امریکہ میں شادی کر لی تھی، ابھی اس کا کاروبار نیا نیا ہے وہ فی الحال دوسری شادی کیسے کر سکتا ہے۔

ایک بار کسی لڑکی کا فون آیا، اس نے بتایا کہ وہ اس کی کزن ہے اور مجھ سے کہا کہ اس کا پیچھا چھوڑ دوں اس وقت میرا جی چاہا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں اس واقعے کے بعد میں بے حد پریشان رہنے لگی ہوں میں اسے بھلانا چاہتی ہوں، لیکن وہ پتھر کی لکیر کی طرح میرے دل پر نقش ہو گیا ہے میرا جی چاہتا ہے اسے ایک بار دیکھ لوں، اس نے میری خاطر اپنی بہت سی بری عادتیں چھوڑ دی تھیں۔

(ش۔ د)

عادت بدلنا آسان ہے لیکن خصلت تبدیل نہیں کی جا سکتی۔ لیکن خود کے مالک تھے، اکثر اس قسم کے غیر سنجیدہ معاملات کو جنم دیتے ہیں لیکن جن کا آغاز ہی غلط طریقے سے ہوا ہو، اس کا نتیجہ تو خراب ہی ہے، صاحبزادے امریکہ میں قیام کے دوران بہت سے تجربات سے گذر چکے ہیں ان کے لئے ایک بھولی بھالی لڑکی کو ورغلانا مشکل نہ تھا آپ خود ہی سوچیں کہ وہ شخص کتنا غیر ذمہ دار اور انسانی جذبات سے عاری ہے جو امریکہ میں اپنی بیٹی کو چھوڑ کر چلا آیا۔ ایسا ہونا غیر معمولی نہیں ہے لیکن افسوسناک ضرور ہے......!

امریکی انداز میں سوچنے والے اکثر لوگ غلط تو ضرور کرتے ہیں، لیکن وہ اس معاملے کو جھوٹ سے شادی بیاہ تک نہیں لے آتے، ہمارے ہاں کی لڑکیاں اوّل تو ڈر کر اس سے بات کرتے ہی گھبراتی ہیں اگر ایسی غلطی کر بیٹھیں تو اکثر یہی ایسا ہوتا ہے کہ میں تم سے بات اس وقت کروں گی۔ جب تم یہ وعدہ کرو کہ مجھ سے شادی کرو گے، آخر انہیں مجبوراً ایسے جھوٹے وعدے کی آڑ بنانا پڑتا ہے،

بہر حال جو صورت آپ نے اپنی امی اور کزن کے ذریعے آپ کو مطلع کر دیا ہے، وہ واقعی بزدلی تھا، وہ یہی بات اپنے منہ سے کہہ دیتا، آپ جس کے نام خط لکھ کر غصہ نکال چکی اسے دیکھنے کو اس سے بھی جی چاہتا ہو گا کہ دیکھوں تو سہی اس میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں، جو اس نے مجھے اتنا ذلیل کیا ہے چلئے تھوک دیں یہ غصہ ان لوگوں میں سب سے بڑے کھوٹ ہیں۔

وقت درکار ہے!

میری عمر ۱۷ سال ہے، سب کہتے ہیں میں اچھی خاصی شکل و صورت کا مالک ہوں، لیکن جب باہر جاتا ہوں تو خوبصورت اور اسمارٹ لڑکوں کو دیکھ کر دل کڑھنے لگتا ہے، مجھے لگتا ہے میں کبھی کسی لڑکی کو متاثر نہیں کر سکوں گا میں جب آئینہ دیکھتا ہوں تو خود کو خوبصورت خیال کرتا ہوں۔ میرے ایک دوست کا قد مجھ سے چار پانچ انچ اونچا ہے میں جب اس کے ساتھ باہر جاتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب اس سے متاثر ہیں اور کوئی مجھے لفٹ نہیں دیتا، جب میں نے اس سے یہ بات کہی تو کہنے لگا شکل و صورت ہی سب کچھ نہیں ہے میرے اکثر دوست یہ کہتے ہیں کہ لوگ تمہاری خوش خلقی سے متاثر ہوتے ہیں، لیکن مجھے یہ ساری باتیں جھوٹی لگتی ہیں مجھے لگتا ہے کہ شاید میری کبھی شادی نہ ہو کیونکہ لڑکیاں مجھ سے متاثر نہیں ہوتیں!

(ر۔ ف)

بیٹے گھبرا پہاڑ نکلا چوہا! ابھی تم ہیں ہو ابھی تک کسی لڑکی نے یہ نہیں کہا کہ میں تم سے متاثر ہوئی ہوں تم بہت خوبصورت نوجوان ہو اب خدا جانے...

ایسا محسوس ہوا اب تک کسی نہ کسی فراق سے تو حد مقرر ہو جانی چاہئے تھی۔

قد اصل عمر کا یہ دور ہی ایسا ہوتا ہے جو چاہتا ہے کہ سب کام جلدی سے ہو جائیں۔ حالانکہ نہ صرف آپ کا تعلیم دور مکمل ہے بلکہ شخصیت بھی نامکمل ہے اور تکمیل کے لئے کافی وقت درکار ہے تعلیم کے بعد کیریئر بنتا ہے اس کے ساتھ ساتھ مشاہدے اور تجربے اور علم کی بدولت ہماری شخصیت نکھرتی رہتی ہے اور اس کی انفرادیت میں دن بدن اضافہ ہوتا ہے شاید وہ لڑکی جو آپ سے متاثر ہونے والی ہے ابھی کم آئیڈیل ایک بھرپور شخصیت ہے اور باوقار جب آپ اس عمر کو پہنچیں گے تو وہ واقعی رونما ہو جائے گا۔

آپ کا قد و صورت جس کے سامنے آپ کو احساس کمتری ہوتا ہے دل کا اچھا لڑکا ہے آپ اس سے ضرور ملیں لیکن کبھی اس کے بغیر بھی کہیں جایا کریں تاکہ ہمیشہ طویل قامت شخص کے سائے میں نہ رہیں۔ آپ جو کچھ ہیں وہ واضح طور پر دوسروں کے سامنے آئیں۔

میرا قد چھوٹا ہے

میرا قد بہت چھوٹا ہے۔ جس کی وجہ سے میں احساس کمتری کا شکار ہوں۔ میں اپنا قد کس طرح بڑا کروں۔ بڑا لگنے سے قد بڑا ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ مری جاؤں۔ حلالتے چھوٹے قد کیسا ہی چھوٹا کیا لطف؟

ساجدہ۔ لندن

دنیا میں چھوٹے قد کے ہزاروں لوگ ہیں، کیا وہ سب آپ ہی کی طرح اپنی زندگی سے بیزار ہیں۔ کتنے مشاہیر ایسے گزرے ہیں جن کا قد چھوٹا تھا لیکن دنیا نے انہیں عظمت دی۔ انسان اپنے قد سے نہیں اپنی صلاحیتوں اور اپنے طور طریقوں سے پہچانا جاتا ہے۔ انگریزی کے مشہور شاعر جان کیٹس کا قد صرف پانچ فٹ تھا۔ آپ اونچی ہیل کا جوتا پہنا کریں۔ عمودی دھاریوں کی شلوار قمیص بنائیں۔ اپنے بالوں کو اٹھا کر اونچا سا جوڑا بنائیں۔ آج کل اونچی ہیل کی سینڈل اور چھوٹا سا جوڑا اور لانبی شلواریں فیشن میں ہیں یہ تمام چیزیں مل کر مناسب قد کا تاثر پیدا کریں گی۔

میرے شوہر فلم نہیں دیکھتے

میرے شوہر ایک خوش مزاج آدمی ہیں۔ وہ میری ہر فرمائش کو خوشی پوری کرتے ہیں، لیکن جب بھی انہیں فلم دیکھنے کے لئے کہتی ہوں تو وہ ٹال جاتے ہیں بہت ضد کروں تو غصے سے کہتے ہیں کہ گھر سے زیادہ پکچر میں لطف نہیں آتا۔ وہ تنہا بھی فلم دیکھنے نہیں جاتے مجھ سے کہتے ہیں کہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ پکچر دیکھ آیا کرو۔

سنبل۔ بریڈفورڈ

آپ ایک خوش قسمت خاتون ہیں۔ آپ کو ایک ایسا شوہر ملا ہے جسے اپنے گھر سے اس قدر دلچسپی ہے۔ آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ آپ کے بغیر فلم نہیں دیکھتے لیکن آپ کو اس بات کی اجازت دے دی کہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ پکچر دیکھ آیا کریں۔ آپ کو تو ایسے محبت کرنے والے شوہر پر فخر کرنا چاہئے، ان کی خاطر اپنے اس شوق کو ترک کر دیں۔ اس شوق کی تکمیل گھر بیٹھے ٹی وی دیکھ کر ہو سکتا ہے۔

تیرا احسان بہت بھاری ہے

ڈاکٹر اقبال اپنے استاد شمس العلماء سید میر حسن کا بہت احترام کرتے تھے یہاں تک کہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی اپنا کلام بھی سنانے کی جرأت نہیں کی خود ہی فرماتے ہیں کہ صرف ایک مرتبہ میری زبان سے ایک مصرعہ نکل گیا وہ بھی اتفاقی طور پر واقعہ یوں ہے کہ میں اپنے استاد کے ہاں جا رہا تھا انگریزات اور صاحب راستے میں ہی مل گئے ان کے ساتھ ایک بچہ تھا۔ مولوی صاحب نے کہا

"اقبال اسے گود میں اٹھا لو۔"

بچے کا نام احسان تھا، کچھ دور جا کر میں تھک گیا اور بچے کو ایک دوکان کے تخت پر کھڑا کر دیا اور کچھ دیر ستانے لگا۔

مولوی صاحب کہنے لگے سواری ہے

اور میری زبان سے بے اختیار نکل گیا

"تیرا احسان بہت بھاری ہے۔"

(اردو ڈائجسٹ جنوری ۱۹۸۳ء)

جھوٹوں کا بادشاہ

عظیم ہندوستان کا انگریز وائسرائے "لارڈ کرزن" اپنی نفرت انگیز پالیسیوں کے باعث سب سے زیادہ بدنام ترین انسان تسلیم کیا گیا ہے۔ اس صدی کے آغاز میں اس نے (غیر منقسم) ہندوستان کے خلاف کہا تھا کہ "ہر ہندوستانی جھوٹا ہے"۔

اکبر الہ آبادی اس زمانے میں سرکاری ملازمت کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے تھے پھر بھی ملک اور قوم کی اس بے عزتی کو برداشت نہ کر سکے اور کہا:

"اگر ہم جھوٹے ہیں تو آپ جھوٹوں کے بادشاہ ہیں۔"

عجیب بکرا

گوجرہ شہر میں نئی منڈی کے ایک قصاب شریف کے پاس ایک بکرا ہے جس کے بکریوں کی طرح دو تھن ہیں اور انہیں دبانے پر بالکل بکریوں کی طرح دودھ خارج ہوتا ہے ان تھنوں کی لمبائی تقریباً چار انچ ہے بکرے کی عمر ڈیڑھ سال بتائی جاتی ہے یہ بکرا شریف قصاب نے ایک دیہاتی سے گوشت فروخت کرنے کی غرض سے خریدا تھا جسے اب شہر کے لوگ جوق در جوق دیکھنے آتے ہیں۔

(مرسلہ: عبدالغفار)

ماٹوال — ٹھنڈیاں چھاںواں

[illegible]

[illegible]

Please Visit For

Halal Meat & Spices

حلال گوشت اور مرغیاں

نہایت سستے داموں پر مہیا کی جاتی ہیں

ٹورانٹو میں حلال گوشت کی پہلی دوکان

AFRO ASIAN
918 PAPE AVENUE
TORONTO
PHONE: 463-1287

قومی اتحاد کیسے ٹوٹا؟

وقت اور تاریخ اس راز سے پردہ ضرور اٹھائے گی

اختر کاشمیری

مارشل لاء کے نفاذ نے ملک میں سیاسی سوچ کو دوزخ عطاء کئے

مارچ ۷۷ سے بھٹو حکومت کے خلاف چلنے والی قومی اتحاد تحریک کے حوالے سے خصوصی تحریر

چشم فلک نے قومی اتحاد کے نام پر جلسے جلوس کا ایسا مظاہرہ دیکھا جو نیا اور انوکھا تھا اس وقت تاریخ نے بڑے زور سے انقلاب آزادی کا موڑ لوٹ آیا تھا فرق تھا تو بس یہ کہ آزادی کی تحریک چلی تو کروڑ مسلمانوں کے سامنے ایک قائد وہ جناب محمد علی جناح قوم نے اپنے اس قائد کی منفرد آواز پر لبیک کہتے ہوئے آزادی کی شمع فروزاں کی تھی اور برسوں بعد ان ۸ کروڑ مسلمانوں کے سامنے نو قائدین کرام تھے ان قائدین کرام نے شہر قائد کراچی کے نشتر پارک میں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ایک خدا ایک رسول ایک دین اور ایک آئین پر جمع ہونے کا عہد کیا سیاسی آوارگی اور مذہبی انتشار کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دفن کرنے کا عہد کیا۔ اسلامی نظام کے قیام اور تعمیر اسلامی قدروں کے احیاء کی قسم کھائی تو قوم کو یقین آگیا کہ شہر قائد میں عہد کرنے والے لوگ اپنے قول و قرار کا پاس و لحاظ کریں گے جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کر کے دکھائیں گے اس یقین کی بدولت قوم قومی اتحاد کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گئی۔

زمانے کی آنکھ اور مورخ کے قلم نے تحریک پاکستان اور تحریک نظام مصطفیٰ کے ان دونوں تاریخ ساز لمحوں یا واقعات کو محفوظ کر لیا ہے۔ پہلی تحریک تعمیر پاکستان تھی تو دوسری تحریک تکمیل پاکستان...

آئے تھے جب اعتزاز احسن پنجاب اسمبلی کے اندر تھے انہوں نے باہر کا منظر دیکھا تو ان کی دنیا بدل گئی فائرنگ ہوئی پہلے فرد جن لوگوں نے علامت کا ساتھ چھوڑ دیا اور عوامی احتجاج کی تائید کا اعلان کیا۔

لاہور میں پہلی ہڑتال کو بڑی شہرت ملی ہے اس ہڑتال سے شہر کا جلوس پر فائر کھولا گیا فائرنگ کرنے والوں کا خیال تھا کہ گولی چلنے سے ہجوم منتشر ہو جائے گا لیکن فائرنگ کے دوران جو منظر دیکھا گیا وہ ان کے ہاتھ سے باہر ہو گیا... ایک نوجوان پانی کے پائپ کے ذریعے بلڈنگ کی چھت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی لیکن جتنے نوجوان تھے وہ گولیوں کی بارش میں چھت تک جا پہنچا فائرنگ سے کئی شہر کا جلوس پر اور زخمی ہوئے۔ ... ملتان کے شہریوں نے بڑی بے جگری سے موت کا مقابلہ کیا اور اپنی مقاومت پر موت کو شکست دی مولانا حامد علی خان مرحوم ان دنوں ... کے بے تاج بادشاہ تھے ان کے ایک اشارے پر پورا شہر مرنے مارنے پر تیار رہتا تھا مرحوم کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

لاہور میں مرحوم کو نج کا جلوس اور لاٹھی چارج کی وہ تصاویر ... مذاکرات تعطل کا شکار ہوتے عوام سڑکوں پر آجاتے اور جب بات آگے بڑھتی وقت سکون سے گزر جاتا۔

۸ مارچ سے ۳ جولائی تک ملک میں خاصا خون خرابہ ہوا۔ اس طویل دورانیہ میں تحریک میں اتار چڑھاؤ کے کئی مرحلے آئے اور ملک کے ہر طبقے نے اپنی بساط کے مطابق قربانی دی سرکاری اعداد و شمار کے مطابق انتخابات سے پہلے ۸ مارچ تک جو لوگ شہید یا زخمی ہوئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پنجاب کے شہر لاہور میں ایک، ملتان میں ایک، گوجرانوالہ میں ایک، منڈی میں دو اور کل پانچ افراد شہید ہوئے جبکہ زخمیوں کی تعداد ۱۲۹ تھی۔

صوبہ سرحد کے شہر مردان میں دو افراد شہید اور ۳۲ زخمی ہوئے صوبہ سندھ کے شہر کراچی میں ۲ حیدر آباد میں آٹھ سانگھڑ میں ایک جام نالا میں ایک نواب شاہ میں ایک آدمی شہید اور ۲۱۸ زخمی ہوئے صوبہ بلوچستان میں صرف ۳ افراد زخمی بتائے جاتے ہیں اسی طرح انتخابات سے قبل ملک میں ۲۲ افراد شہید اور ۴۹۹ افراد مجروح ہوئے۔

تحریک کے دوران ۸ مارچ سے ۳ جولائی تک شہید اور زخمی ہونے والوں کی تفصیل حسب ذیل بتائی جاتی ہے۔ پنجاب میں ۱۰۵ افراد شہید ہوئے جن میں سے ۴ افراد سکیورٹی فورس کے تھے یہ چار آدمی تشدد کرتے ہوئے عوام کے ہاتھوں مارے گئے اسی طرح پنجاب میں ۷۶۵ افراد پولیس اور ایف ایس ایف کے مظالم سے زخمی ہوئے اور عوامی مزاحمت سے سکیورٹی فورس کے ۳۱۳ افراد مجروح ہوئے اسی دوران ۶۷۵ کارکنوں کو گرفتار کیا

۴ اور ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب شب انقلاب تھی اس رات ملک کی مسلح افواج نے ملک کی زمام کار اپنے ہاتھوں میں لی اور اس کے ساتھ ہی ہنگاموں کا طوفان ختم کیا ہنگامے تو اب بھی تھے لیکن ان ہنگاموں کی صورت مختلف تھی جتنی پہلے ہنگاموں میں جلسے اور جلوس ہوتے تھے اور اب کے جو ہنگامے شروع ہوئے ان میں حلوے کی تقسیم اور تقریبات کا اہتمام تھا۔

نئی حکومت نے اکتوبر ۱۹۷۷ء میں عام انتخابات کا اعلان کیا مگر بدقسمتی سے اب حالات بدل چکے تھے انتخابات کی تاریخ قریب آئی تو وہ قومی رہنما ایک دوسرے سے بہت دور چلے گئے جنہوں نے کراچی کے نشتر پارک میں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ہمیشہ ایک رہنے اور ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا اعلان کیا تھا۔ قومی اتحاد سے نکلنے والی پارٹی کا پہلا قدم تحریک استقلال تھی بعد ازاں جمعیت علماء پاکستان کو الگ ہونا پڑا پھر این ڈی پی رخصت ہوئی اور آخر کار پھر قومی اتحاد تحلیل ہو گیا قومی اتحاد کے ٹوٹنے کی کہانی بہت طویل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس اتحاد کو توڑنے میں سرکاری اصحاب و حواریوں بھی شامل تھے ہم اس بحث میں نہیں الجھتے کہ اس وقت میں اور اس تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے کہ اتحاد کیسے ٹوٹا یا اس کے توڑنے میں کن کن طاقتوں نے کیا کردار ادا کیا وقت اور تاریخ یقیناً اس راز سے پردہ اٹھائے گی تاہم جب اتحاد ٹوٹ رہا تھا اس وقت کی کہاوت کا ایک دھندلی سی تصویر سامنے لانا ضروری ہے تاکہ آج کے دور میں سانس لینے والے حضرات اتحاد کی موت کے اسباب سمجھ سکیں۔

تحریک میں شامل عوام کی اصل خواہش اسلامی نظام کا قیام تھی

آج قوم پھر سراپا سوال ہے کہ آنیوالے حالات کا نقشہ کیا ہوگا؟

آج قوم ایک بار پھر سراپا سوال بنی ہوئی ہے کہ آنیوالے حالات کا نقشہ کیسا ہوگا؟

اس بات پر پوری قوم کا ایمان ہے کہ اتحاد میں نجات ہے اور اتحاد بھی مفادات کا نہیں بلکہ اصولوں ضابطوں اور قاعدوں کا اتحاد ہو ایسا اتحاد جو ملک کو ترقی دے سکے قوم کو قعر مذلت سے نکال سکے گزشتہ غلطیوں کی تلافی کا ضامن ہو اور یہ اتحاد عوام اور حکام کی اصلاح کا بھی ضامن ہو قوم کسی جعلی اتحاد کا ساتھ نہیں دے گی۔

جان کیا۔ "باقی رہ گئے آخر"

یہ بچوں کی مشہور نظم کا مصرع ہے جو کچھ اس طرح شروع ہوتی ہے "نو چوہے جو گھر سے نکلے کرنے چلے شکار ایک چوہے کو کھا گئی بلی باقی رہ گئے آٹھ"

"قومی اتحاد کے بارے میں پی پی پی کی پیشن گوئی درست ثابت ہوئی"

لیکن لکھا تھوں "آزاد" کی دلچسپ سرخیاں بھی ملاحظہ فرمائیے۔

محفل مشاعرہ

ٹورانٹو میں ایک عظیم الشان اسلامی مشاعرہ منعقد کیا جا رہا ہے۔ امریکہ و کینیڈا سے شریک ممتاز شعراء کے اس مشاعرہ میں حمد و نعت کے ساتھ ایسی غزلیں بھی پڑھی جائیں گی جن میں معرفت و تصوف کے پہلو ہوں۔ صحابہ اکرام، شہدا، اہل بیت اور اسلام کی عظیم روح رواں ہستیوں کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔ ایسا کلام بھی ہوگا جس میں مسلمانوں کے لئے راست یا بالراست پیغام ہو۔

اہل ذوق احباب سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اپنی عقیدت کا ثبوت دیں۔

وقت، مقام اور تاریخ کے علاوہ شاعر حضرات اپنے دعوت ناموں کے لئے فون کریں۔

جمال ھوی - ۲۲۵ ۸۲۳۵ جاوید عالم - ۲۸۳ ۳۱۳
احمد الہہ - ۲۵۲ ۱۰۲۹ رضا الجبار - ۵۹۲۱ ۹۲۰

پاکستان میں نجی سطح پر بجلی کے کارخانے لگانے کی اجازت دے دی گئی

یہ کارخانے بجلی پیدا کرکے واپڈا کو فروخت کریں گے: وفاقی وزیر داؤ فرمان علی کا اعلان

پچھلے منصوبے میں بجلی پیدا کرنے کیلئے بڑی رقوم فراہم کی جائیں گی

[illegible]

عمران خاں نے بھارت جانے سے انکار کر دیا

بھارتی نیوٹرل امپائرنگ معیاری نہیں۔ میں بھارت کے خلاف سیریز میں نہیں کھیلوں گا

[illegible]

ایران بین الاقوامی تنظیموں کے غیر منصفانہ اقدامات قبول نہیں کریگا

جنگ کے خاتمے کا ایک ہی حل ہے کہ ایران کو اسکے حقوق واپس مل جائیں: اکبر ولایتی

[illegible]

ورلڈ کرکٹ کپ مقابلوں کے لئے پاکستانی ٹیم کا اعلان کر دیا گیا

یہ مقابلے ۹ سے ۱۸ جون تک ہوں گے

کپتان عمران خاں ہوں گے جو پنڈلی کی ہڈی کے علاج کے لئے انگلینڈ آئیں گے

[illegible]

مینکا گاندھی نے نئی سیاسی جماعت کے قیام کا اعلان کر دیا

آئندہ انتخابات میں اندرا گاندھی کے خلاف محاذ قائم کیا جائے گا

مینکا گاندھی

[illegible]

سکھوں کی "راستہ روکو" مہم خطرناک صورت اختیار کر گئی

ہزاروں سکھ مظاہرین کی گرفتاری، متعدد سکھ ممبران اسمبلی بھی گرفتار

[illegible]

• حلال گوشت • حلال مرغیاں

اور تازہ ترین سبزیاں ہر روز حاصل کر سکتے ہیں

الفلاح

ALFLAH GROCER

2783 Dundas St. West

Toronto. Tel.762-1633

جدہ - راولپنڈی - لاہور - لندن - بمبئی - دہلی - ڈھاکہ

ٹکٹ اور دوسری معلومات کے لئے

ہماری خدمات حاضر ہیں

M & J TRAVEL

1240 BAY STREET

TORONTO, ONTARIO M5R 2A7

TEL. 960-8348 / 960-8475

پاکستانی سفارت خانہ کا کیمپ

ٹورانٹو اور گرد و نواح کے پاکستانیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پاکستانی سفارت خانہ کی کونسلیٹ سروسز اس ماہ کے آخر میں ٹورانٹو میں میسر ہوں گی۔ ۴ دن کا کیمپ آفس جمعہ بتاریخ ۱۶ اپریل سے ۱۹ اپریل تک ۱۰۰ فرنٹ سٹریٹ ویسٹ ٹورانٹو میں قیام کرے گا۔ مزید معلومات (۲۱۲) ۳۶۸-۲۵۱۱ پہ رابطہ قائم کریں۔

مختصر مختصر اشتہارات

ضرورت رشتہ

ایک بیالیس سالہ پاکستانی مسلمان گریجویٹ خاتون کیلئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ پتہ ذیل پر رجوع کریں۔

P.O. Box 1023
Williamsville,
NY. 14221, U.S.

شریف سنی مسلمان گھرانے کی خوبصورت و باکردار لیڈی ڈاکٹر کیلئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ تفصیلات کیلئے الہلال کی معرفت رجوع کریں۔

S. Alam c/o al-Hilal

---

۳۲ سالہ خوش شکل معزز خاندان سے متعلق کراچی میں مقیم لڑکی کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

S.A.
Box 576 Station "B"
Ottawa, Ont. K2P 5P7

ہندوستان کے معزز سنی مسلمان گھرانے سے تعلق رکھنے والے امریکہ میں مقیم خوبصورت تعلیم یافتہ اور خوشحال بھائی و بہن کیلئے رشتہ درکار ہے۔ پروفیشنل کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات اس پتہ پر رجوع کریں۔

P.O. Box 8132
Rolling Meadows
IL. 60008, U.S.

عمدہ سرکاری ملازمت اور کینیڈین شہریت کی حامل، اعلیٰ تعلیمیافتہ خوبصورت پاکستانی سنی مسلم نوجوان لڑکی جو حادثاتی طور پر طلاق سے دوچار ہو چکی ہے کیلئے تعلیمیافتہ باشعور و مذہبی رجحان کے مالک تقریباً تیس سالہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ دیگر معاملات کیلئے رجوع کریں۔

Mrs. Qureshi c/o al-Hilal

سید خاندان کے اعلیٰ تعلیمیافتہ اور عمدہ ذاتی صفات کے حامل نوجوان کے لئے خوش شکل نیک سیرت تعلیمیافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ تصویر کے ساتھ رجوع کریں۔

Mrs. Zedi c/o al-Hilal

پاکستانی فلمیں برائے نمائش

شمالی امریکہ میں نمائش کے لئے اعلیٰ معیاری اردو اور پنجابی فلمیں ہمارے پاس سے دستیاب ہیں۔ ایورنیو فلمز

(416) 782-4886

مختصر اشتہارات کا معاوضہ صرف ۵ ڈالر ہے جس کی ادائیگی پیشگی ضروری ہے

منتخب افسانہ — زاہدہ مظہر

دست شناسی

میں نے سارے کالج میں نظر دوڑائی اور آخر میں کونے میں کرسی کے ساتھ بیٹھی طلعت مجھے مل گئی۔ میں سیدھی اس کے پاس جا پہنچی۔

میں سمجھ نہیں پاتی آخر اس دنیا میں میرا کیا کام ہے۔ سچ کہوں اب تو یہی دل چاہتا ہے کہ خواب آور گولیاں کھا کر آرام کی نیند سو جاؤں پھر کبھی نہ جاگ سکوں۔ قریب پہنچنے پر طلعی کی درد بھری آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

میں نے ایک سیٹ لیتے ہوئے زحل انداز میں کہا۔ کیا بہت بڑی قنوطی بن گئی ہو تم مرنے کی تمنا کیوں کر رہی ہو؟ آخر موت ہی تو ہمارے تمام مسائل کا حل نہیں۔ دیکھو نا چچا غالب نے کیا کہا ہے کہ

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

تم بھی ہمت کرو اور تمام مشکلات کو ہنس کر ٹال دیا کرو۔

در دل کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

میں نے طلعت کو پُر خلوص مشورہ دیا مگر وہ پھوٹ کر رو دی۔ تم خود ہی بتاؤ کیا میں نے کبھی کسی کے پاس اپنی پریشانیوں کا ذکر کیا؟ کبھی اپنے دکھڑے سنائے؟ حالانکہ اس وقت زندگی میں حقیقی خوشی سے محروم ہی رہی۔ طلعت سراپا یاس نظر آ رہی تھی اور مجھے اس بھولی بھالی سی اپنے آپ سے الجھتی لڑکی پر نجانے کیوں پیار آنے لگا۔

میں نے اپنے رومال سے اس کے آنسو پونچھ کر اس کے چہرے سے بالوں کی سرکش لٹوں کو پیشانی سے ہٹایا تو وہ میرے کندھے سے لگ کر پھر سے سسکنے لگی۔ زاہدہ معلوم ہے آج مسز یونس کیا کہہ رہی تھیں؟ وہ بولی اور میں خاموش سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی رہی تب اس نے کہنا شروع کیا۔ پتہ ہے جب تمام لڑکیاں مسز یونس کو ہاتھ دکھا رہی تھیں تو میں نے بھی اپنی قسمت کا حال جاننے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا مگر وہ تو میرا ہاتھ دیکھ کر چونک اٹھیں پریشان ہو گئیں مگر میرے اصرار پر بھی کچھ بتانے سے انکار کر دیا۔ میں اس کی وجہ سے تمام رات بے چین رہی اور آج صبح کالج پہنچتے ہی مسز یونس کے سر ہو گئی کہ مجھے ضرور بتائیے کہ میرے ہاتھ کی لکیریں کیا کہتی ہیں؟ انہوں نے ٹالا تو بہت۔ آخر کار میری ضد کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے۔

انہوں نے بتایا کہ مس طلعت تمہاری زندگی میں شریک حیات کی محبت نہیں ہے۔ اگر شادی ہو بھی گئی تو ازدواجی زندگی کی تلخیاں ہی تمہارا مقدر ہوں گی۔ اور ہاں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ میری موت قدرتی نہ ہو گی بلکہ میں خودکشی کر لوں گی کیونکہ زندگی سے فرار کی خواہش پر میں قابو نہ پا سکوں گی۔

تم بتاؤ زاہدہ کیا واقعی یہ لکیریں سب کچھ بتا دیتی ہیں؟ طلعت نے عجیب انداز سے جارگی سے پوچھا تو مجھے اس پر ترس آ گیا کیونکہ وہ کہہ رہی تھی کہ بولو زاہدہ بتاؤ کیا واقعی میرا مستقبل اجاڑ اور ویران ہوگا؟ میں جو پہلے ہی نجانے کتنی حسرتوں کی لاشیں اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتی ہوں۔ شادی کے بعد شوہر کی نظر التفات سے بھی محروم رہ جاؤں گی؟ یہ سب میرے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔ آخر کاتب تقدیر نے میری ہی زندگی میں اتنے اندھیرے کیوں بھر دیئے ہیں؟ کس جرم کی پاداش میں؟ میں نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور چند منٹ تک فریادی نگاہوں سے آسمان کو دیکھنے کے بعد وہ پھر مجھ سے مخاطب تھی۔

زاہدہ! تم رنگ و خوشبو جیسے مسکراتے اور قہقہے بکھیرتے باتیں کرتی ہو تمہیں کیا معلوم اس بستی میں کتنے آنسو کتنی آہیں چھپی ہوتی ہیں۔ ہاں میں خدا سے فریاد کیا کرتی ہوں۔

مگر اب مسز یونس کا کہنا ہے کہ تمہارے زندگی بھی خزاں ہے۔ کیا سچ مچ خدا نے مجھے ہر خوشی سے محروم رکھنے کا تہیہ کیا ہوا ہے؟ کیا واقعی میری زندگی میں کبھی خوشیوں کے پھول نہیں کھلیں گے۔ میری بنجر حیات میں کبھی پیار کے چشمے نہیں پھوٹیں گے؟ اور میں ہمیشہ مصنوعی ہنسی سے ہی اپنے ہونٹوں کو سجاتی رہوں گی؟ کبھی حقیقی مسرتوں کو نہ پا سکوں گی؟

نہیں۔ مجھ سے ایسا برداشت نہ ہو سکے گا، میں اس سے پہلے ہی اپنی زندگی کا خاتمہ کر لوں گی۔ طلعت بے حد جذباتی ہو رہی تھی۔ اس کے پیازی رومال سرخ انگارا ہو رہے تھے اور تیرتی آنکھوں سے برستی برسات بھی ان انگاروں کو بجھانے میں ناکام رہی۔ مجھے اس روتی سسکتی لڑکی پر ترس آنے لگا۔

نجانے کیوں طلعت آج بڑی ہی دل شکستہ اور مایوس ہو رہی تھی۔ سو طلعی اسی طرح جذباتی بن کر سچ مچ کوئی غلط قدم نہ اٹھا لے کیونکہ آج تک میں سمجھتی ہوں کہ ان پامسٹوں کی باتوں میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ ہاتھوں کی لکیریں وقت اور حالات کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ اور اگر کچھ سچائی ہو بھی تو اللہ تعالیٰ صرف اپنے پیارے بندوں کو ہی آزماتے ہیں۔ اور جن کا ایمان پختہ ہوتا ہے وہ خدا کی خوشی کے لئے صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اور امتحان میں پورے اترتے ہیں۔ میں نے اپنی سہیلی کو سمجھانا چاہا۔

مگر ...... مگر وہ کیسا ممتحن ہے جو ہر ایک کا امتحان لینے پر تلا ہوا ہے خواہ کوئی امتحان دینے کے لئے تیار ہو یا نہ ہو۔ طلعی باغی ہو گئی تھی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو چکی تھی۔

اور میں دل ہی دل میں مسز یونس کو برا بھلا کہہ رہی تھی کہ وہ ہاتھ دیکھ کر الٹی سیدھی ہانکتے اور نہ طلعت جیسی اچھی خاصی عقلمند لڑکی کا یوں دماغ خراب ہوتا۔

انہیں باتوں میں ہمارے دونوں خالی پیریڈ ختم ہو چکے تھے۔ مگر آج کلاس میں جانے کو بھلا دل کہاں چاہتا۔ باقی تمام لڑکیاں جا چکی تھیں ہم وہیں بیٹھی رہیں۔ طلعت جو بظاہر سدا ہنستی مسکراتی رہا کرتی تھی۔ اکثر مجھے محسوس ہوتا کہ اس بے پناہ اور بے جا ہنسی اور مسکراہٹوں کا پیچھا کرتی نظر آتیں۔ اسی لئے تو ایک مرتبہ میں نے اسے پرکھنے کی کوشش بھی کی تھی۔

آج وہی طلعت اپنے تمام زخم کھول کر دکھا دینا چاہتی تھی جیسے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک گیا ہے۔

طلعت تم ایک خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی ہو۔ صحت مند ہو تمہارے گھر والے بھی تمہیں بہت چاہتے ہیں۔ ضروریات زندگی سے بڑھ کر تمہیں ہر آسائش میسر ہے۔ آخر پتہ بھی تو چلے تمہیں کیا دکھ ہے جو یوں رحمت باری سے مایوس ہو رہی ہو۔ میں نے پوچھا۔

تب طلعت نے درد بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

ہاں تو صحت ہے سب کچھ ہی مگر بہت خوش قسمت ہیں۔ مگر آج میں تمہیں سب کچھ بتا ہی دوں۔ سنو۔

آج سے ٹھیک بیس سال قبل میری امی بیاہ کر اس خاندان میں آئیں۔ چند ہفتے بیاہ کے ہنگامے میں گزار دے کے بعد جب حالات معمول پر آئے تو امی نے ابو کے مزاج میں نمایاں فرق محسوس کیا کیونکہ ابا جان بگڑے رئیسوں کی صحبت میں اٹھتے بیٹھتے تھے۔ بس وہیں سے ہماری بربادی کی داستان شروع ہوئی۔ ہے نجانے وہ گھڑی کیسی منحوس گھڑی تھی جب دادا جان نے ابو کی شادی پر حامی بھری۔

بس پھر کیا تھا کچھ تو ابا جان کے اوباش دوستوں کی صحبت رنگ لائی۔ کچھ ابا جان نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اس بازاری راہ کو اپنایا۔ پھر وہ تو دولت کے بل بوتے پر ہر روز اپنے لئے نت نئے کھلونے خریدا کرتے اور امی جان گھر پر بیٹھی اپنی قسمت پر آٹھ آٹھ آنسو بہایا کرتیں۔

کبھی ہفتہ دس دن بعد ابو گھر آتے ورنہ تو امی جان ابو کی شکل دیکھنے کو بھی ترسا کرتیں۔ یوں ہی دو سال بیت گئے اور پھر میری پیدائش کے بعد امی سے ان کا تعلق ہی نہ رہا۔

یوں تو پھوپھو اور دادی اماں وغیرہ بھی گھر والے امی کے دکھ دیکھ کر کڑھتے مگر منہ سے کچھ کہنے سے ابو کے گھر والے بھی لاچار تھے۔

دراصل شادی سے پہلے جب والدین نے اپنے لاڈلے بیٹے کو بری صحبت میں جاتے دیکھا تو سوچا جلدی شادی کر دیں تاکہ لڑکا سنبھل جائے مگر وہاں حد وہ ٹھیک ہونے والے تھے نہ ہوئے۔

آخری سال کا عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ اب ابا جان کو غیر ممالک کی سیر کا شوق چرایا۔ دادا ابا کو ابا جان کی ضد کے آگے ہار ماننی ہی پڑی

اور یوں ابا جان کینیڈا چلے گئے۔ شروع شروع میں چند خطوط آئے اور اب تو ۱۷ برس ہو گئے کبھی بھول کر بھی انہوں نے یاد نہیں کیا۔ سنا ہے وہاں فرنگن سے شادی رچا کر اس کی خدمت کے لئے زندگی وقف کر چکے ہیں۔ تم جانو وہ غیر ملکی عورتیں دولت اور جنس کی بھوکی عورت جام پہ جام دماغ خراب ہو جاتی ہیں کہ مرد کے گلے میں پٹہ ڈال کر اسے کس طرح سدھایا جاتا ہے اور مشرقی خواتین ایثار و وفا کی پتلیاں جو شوہر کی خاطر تمام زندگی ہر دکھ جھیلتی ہیں مگر زبان پر حرف شکایت نہیں لاتیں۔ اب میری امی کو ہی دیکھ لو۔

۱۵ سال ...... نہیں بلکہ ۲۰ سال ہی کہوں تو غلط نہ ہوگا۔ ہاں امی ۲۰ سال سے ابو کے گھر لوٹ آنے کی آس لئے بیٹھی ہیں مگر ابو جیسے عیاش شخص کو ذرا بھی خیال نہیں۔

۵ سال قبل دادا جان ابو کو ملنے کینیڈا بھی گئے مگر ابو نجانے کس ملک کے بنے ہوئے تھے۔ اس کے جب ان تک یہ خبر پہنچی کہ دادا جان آنے والے ہیں تو شہر ہی بدل لیا تاکہ اپنی باقی زندگی بھی فرنگی حسینہ کی نذر ہو جائے۔ اور اب تو کسی کو بھی ابو کا نیا پتہ معلوم نہیں۔

زاہدہ! کہنے کو تو یہ ایک چھوٹی سی کہانی ہے مگر کوئی میری ماں کے ان زخموں کے درد کو نہیں جان سکتا جو بھری جوانی اور امنگوں بھری زندگی کو تنہا و ویران راتوں نے دیا اور میری ماں اس دکھ کو کیسے کانٹوں کو اپنے جسم کے اندر اترتے دیکھ کر بھی کچھ نہ کر پاتی۔ مجبور و بے بس تھی نا۔ میں جوانی کے ساتھ ساتھ وہ اور کرب سے بھی سوتی ہوں۔ امی کی شب بیدار آنکھوں سے بہتے لہو کو گھونٹ گھونٹ پیتی رہتی ہوں۔ ہی جو میری محبت کے سہارے جینے پر مجبور ہیں پھر گھر کے افراد سے اپنا دکھ چھپاتی رہتی ہیں۔ مگر جب رات آتی ہے تب اکثر ان کی دبی دبی سسکیوں اور آہوں کو سن کر میں جاگ جاتی ہوں اور پھر میرا دل ماں کے دکھوں پر کیسے کیسے تڑپتا ہے مگر اسے کے سوا مجبور کچھ کر بھی تو نہیں سکتی۔ اس لئے خاموش پلکوں کو چھپ رہتی ہوں تاکہ میری دکھی ماں اپنے درد کو آنسوؤں میں بہا دے تو دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے ورنہ اندر ہی اندر گھٹتے رہنے سے کہیں امی کا سینہ جراثیم کا مسکن نہ بن جائے۔

یوں رات رات بھر لامتناہی سوچیں میرا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ اکثر میرا دل چاہتا ہے کاش زندگی میں صرف ایک بار اس ظالم شخص کو مل سکوں جسے لوگ میرا باپ کہتے ہیں تو میں اس کا گریبان پکڑ کر پوچھوں کہ اسے بے حس انسان! آخر میرا اور میری ماں کا کیا قصور تھا جو تم نے ہمیں یوں جیسے جہنم میں جلنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ سچ پوچھو تو مجھے یقین ہی نہیں آتا کہ وہ واقعی کوئی انسان ہے۔ مجھے تو وہ کوئی درندہ لگتا ہے جس کے منہ کو خون لگ چکا ہے۔ اسی لئے تو وہ ہمارے شہ رگ پہ جدائی کی کند چھری نہ رکھ کر اپنا بستے ہوئے بالکل بیگانہ بن گیا۔

یہ تو دادا جان اور دادی اماں جیسوں نے اپنی ساری محبت سارا پیار میرے اور امی جان کے لئے وقف کر دیا ہے اور پھوپھو ہے جو کہیں جا بیٹھی ہیں۔ کبھی سوچتی ہوں اگر خدا نخواستہ یہ سب وفائی پیکر اس کی طرح سنگ دل ہوتے تو میرا اس کا کیا ہوتا۔ اور میں جو اب کالج میں پڑھتی ہوں شاید پرائمری کی تعلیم سے بھی محروم رہ جاتی۔

اور اب مسز یونس کہتی ہیں کہ میری کہانی پھر سے دہرائی جائے گی تو میں خود بھی اتنا حوصلہ نہیں پاتی کہ امی کی طرح ساری زندگی اکیلے بے خطوں میں کاٹتے گزار سکوں۔ میں تو اس سے پہلے ہی خود کو ختم کر لوں گی۔

طلعت کسی طرح مان ہی نہیں رہی تھی۔ اس پر تو جنون سوار تھا میرے لئے اس کا یہ روپ بالکل نیا تھا۔ اس سے پہلے میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ اتنی دکھی اور جذباتی لڑکی ہے۔ میرے خاندان میں سوچوں کی انتہا تھی۔ سمندر میں طوفان تھا۔ مجھے نہ کہہ پائی کہ اب کہنے کو میرے پاس کچھ نہ رہا تھا۔ طلعت میری ہر دلیل پر بھی تاویل اور بحث کرنے جا رہی تھی کہ جیسے کڑی آزمائش سے طلعی گزر رہی ہے۔ اس کے سامنے واقعی میرے دلائل کھوکھلے ہیں۔ اس لئے میں اپنے دل میں طلعت کے باپ کے لئے بے پناہ نفرت محسوس کر رہی تھی۔ آخر اسے کیا حق تھا ان دونوں کی زندگیوں سے کھیلنے کا۔ ایسے جلاد فطرت اور بے حس انسان کو تو پیدا ہوتے ہی مر جانا چاہیئے تھا۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اسے گولی سے اڑا دیتی۔ یہ مرتے والدین پھر تو بسماندگان صبر کر سکتے ہیں مگر ایسی جہنم جیسی زندگی پر جینے والے تو خود روز مر مر کے جیتے ہیں کہ شاید آج اس ستمگر کو گھر کی یاد آ جائے اور پھر ہر صبح نئی امید سے کرتا ہیں کچھ اور ہر شام ناامیدی کی آگ میں جلنے کی اذیت سے جان چھوٹے۔ میں انہی خیالات میں ڈوبی تھی کہ اچانک ہی میری نوک قلم یہ شعر صفحہ قرطاس پر اتار گئی۔ ہے

الجھنے الجھنے اس کا یقین دور اتنی میں ڈوب گیا

بیدار ہوتے ہی گھنٹی کی آواز کسی سوداگر کی طرح دور ملی کہ ہلکی سی جا پہنچا ہے۔ میرا اثاثہ طلعی اٹھ کر جا رہی تھی میں بھی اٹھ گئی اور پھر طلعی کو زبردستی کلاس لے آئی۔ شاید ہمیں کلاس میں دیکھ کر حیرت ہوئی کہ طلعت ذرا سنبھلی تو کلاس روم میں جا کر کلاس جاری تھی لیکچر ہو رہی تھی۔ یعنی یہ آخری پیریڈ تھا اس لئے ہم گھر چلی آئیں۔ طبیعت کافی بوجھل تھی۔

اگلے دن جمعہ تھا۔ چھٹی کا دن کاموں میں صرف گزرا پھر طلعی کے بارے میں سوچنے کی فرصت کہاں؟

مگر آج صبح ناشتہ پر اخبار دیکھتے ہی اس خبر پر نظر پڑی۔ "سیٹھ عثمان کی ۱۸ سالہ پوتی نے خواب آور گولیاں زیادہ مقدار میں کھا کر خودکشی کر لی پولیس تفتیش کر رہی ہے۔" تو اخبار میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا ...... یہ کیا کر لیا طلعت۔ پگلی مسز یونس کی جھوٹی سچی باتوں پر اتنا اندھا اعتقاد کیسے کر لیا تو نے؟ خدا کی رحمت سے اتنی مایوس کیوں ہو گئیں؟

اس کے گھر والے بہت زیادہ پریشان ہیں، اور میں تعزیت کے لئے جا ہی اٹھ گئی۔ پھر کافی عرصہ تک طلعی سارے کالج کے لئے موضوع بنی رہی۔ کوئی اس کے کردار کو مشکوک سمجھ رہا تھا تو کوئی کہہ رہا تھا یہ سب "جسٹ فار ایڈونچر" کیا گیا ہے۔ اس حادثہ کو ایک زمانہ گزر چکا ہے مگر جب بھی تیس مئی کی یاد آتی ہے تو میں سوچتی ہوں طلعی کا اصل قاتل کون ہے؟

مسز یونس یا طلعی کا ظالم باپ!

fortnightly Vol.12 No.2 **50 ¢**
al-Hilal April 10, 1983
Phone: (416) 474 9292
338 Hollyberry Trail
Willowdale, Ont.
Canada M2H 2P6
Editor: S. Sajjad Hyder
Managing Director: M. Lateef Owaisi

پاکستان کو ایٹمی ٹیکنالوجی سے محروم نہیں کیا جا سکتا

فرانس کو پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں امریکی پالیسی سے اختلاف ہے: فرانس

ہر ملک کو جدید ٹیکنالوجی کے حصول کا حق حاصل ہے

پاکستان کو ایک ارب ڈالر کا ایٹمی پلانٹ مہیا کیا جائے گا

[illegible]

حکومت نوازشتی میں مصروف ہے: پارک اللہ

[illegible]

بنکوں کو دوبارہ نجی ملکیت میں نہیں دیا جائے گا

نجی شعبہ کو بھرپور مدد دی جائے گی سرکاری شعبہ کو زیادہ توسیع نہیں دی جا رہی

[illegible]

[illegible]

انتخابات میں التوا کی ذمہ داری حکومت پر عاید ہوتی ہے: قاضی حسین احمد

[illegible]

پاکستان میں محدود سیاسی سرگرمیوں کی اجازت ملنے کا امکان

پشاور۔ [illegible]

قتل کے الزام میں گرفتار کراچی یونیورسٹی کے طلبہ کی ضمانت منظور کر لی گئی

اسلامی جمعیت طلبہ کے چار طالب علم عابد قدیر کے قتل کے الزام میں گرفتار کیے گئے تھے

سیف الدین، محمد رشید، امتیاز احسن اور احمد علی کی بیس ہزار روپے کی ضمانت پر رہائی

کراچی۔ [illegible]

مارکس نے اپنے حرامی بچے کو اپنانے سے انکار کر دیا

اپنے بورژوا طرز زندگی کو بچانے کے لیے لڑکی سے تعلقات پر ۳۰ سال تک پردہ ڈالے رکھا

بیٹے کو آخر دم تک اپنے باپ کا پتہ نہ چل سکا

[illegible]

بیگم ولی خان کو ٹکے کی فقیریاں اور حاجی عدیل کو بھی مل دی گئی

بہ: فدا محمد خاں

[illegible]

بیرون وطن پاکستانیوں کا ترجمان

پندرہ روزہ

الہلال

ٹورانٹو (کینیڈا)

سالانہ زر خریداری (برائے الہلال) ۱۷ ڈالر
سالانہ زر خریداری (برائے کریسنٹ) ۱۷ ڈالر
سالانہ زر خریداری (برائے الہلال و کریسنٹ) ۲۸ ڈالر

Name ....
Address ....
....
....
Postal Code .... Telephone ....

زر خریداری کا چیک "کریسنٹ" کے نام لکھیے اور پتہ ذیل پر بھیجیے:
338 Hollyberry Trail, Willowdale, Toronto, Ontario
Canada M2H 2P6 Phone: (416) 424-1989/493-4374

اگر آپ اسلامی تحریک کا بین الاقوامی ترجمان "کریسنٹ" (انگریزی)
بطور نمونہ حاصل کرنا چاہیں تو یہاں نشان لگائیے →